رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی ✻ انڈیا سے باہر پانچروپیہ (صہ)

جلد ۱۳ | قادیان مورخہ ۷ مارچ ۱۹۲۹ء مطابق ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ | نمبر ۱۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

(۲) ڈاکخانہ قادیان کے متعلق شکایات کا سلسلہ بڑھ رہا ہے۔ سب پوسٹماسٹر صاحب اپنے سٹاف کے پوری طاقت کے ساتھ احمدیہ پبلک کو تکلیف پہنچانے اور نقصان پہنچانے میں سرگرم ہے۔ پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ صاحب ڈپٹی پوسٹماسٹر جنرل پنجاب ۷ مارچ کو ہماری شکایات پر قادیان بذریعہ موٹر تھوڑی دیر کے لئے تشریف لائے۔ اس قلیل وقت میں جو بہت ہی تھوڑا تھا زبانی شکایات سن گئے۔ اور امید ہے۔ کہ وہ انسداد شکایات کی صحیح کوشش فرما کر قادیان کی احمدیہ پبلک کو شکریہ کا موقعہ بخشینگے صاحب سپرنٹنڈنٹ بھی خبر سے ہمرکاب تھے۔ بعض مقدمات کی بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرنے کیواسطے جناب ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل سے عرض کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ نوٹس دیدو پبلک کے جو ڈیش عدالتوں میں جانے سے کوئی روکتا نہیں۔ آپ کا خیال ہے۔ اس لئے صاحب

ڈاکخانہ قادیان میں اندھیر

صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات کے نرالے فیصلے

پوسٹماسٹر قادیان کو بچانے کیلئے ایک پوسٹمین کی قربانی

سٹاف ڈاکخانہ قادیان کی صریح غلط بیانی

ناظرین فاروق نے گذشتہ اشاعت میں ڈاکخانہ قادیان کے متعلق ہماری شکایات کا مختصر واقعہ ملاحظہ فرما لیا ہوگا۔ جس میں ہم نے صرف دو تین شکایات کا ذکر کر کے لکھا تھا۔ کہ کئی ریمائنڈروں کے بعد تحقیقات شروع کی گئی ہے۔ ہمیں ان شکایات کا حشر تو معلوم ہی ہے۔ کہ افسران ڈاکخانہ کس طرح حیلے بہانے اور

بے انصافی کا تختہ مشق بنا رہے ہیں۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ بھی تین چار روز سے آئے ہوئے ہیں۔ دیکھئے اس دفعہ وہ کیا کرتے ہیں۔ اور اس اشاعت سے پہلے فاروق مورخہ ۲۱ نومبر ۲۸ء میں صاحب سپرنٹنڈنٹ کے طرز عمل کی بابت ہم نے بتا دیا تھا۔ کہ صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات سے

ہمیں امید اپنی حقرسی کی توقعات بالکل نہیں رہیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آگیا۔ کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ہماری تمام شکایات کا اول سے لے کر آخر تک بے ثبوت اور غلط قرار دے کر یک قلم صفایا کر دیا۔ اور اپنے عملہ ڈاکخانہ کو ہر قصور سے بری قرار دیدیا۔ اور یہی ہم کو ان سے توقع تھی۔ جس کی وجہ سے ہم اپنی کوئی شکایت ان کی عدالت میں نہیں پیش کرنا چاہتے۔ میں صاحب سپرنٹنڈنٹ کے ہر شکایت کے فیصلہ کو پوسٹماسٹر جنرل اور ڈائرکٹر جنرل بہادر اور تمام پبلک کی آگاہی کیلئے تفصیل وار علیحدہ علیحدہ پیش کروں گا۔ اور بتاؤں گا کہ ہماری شکایات ایسی باضابطہ اور حق بجانب اور مسلمہ تھیں۔ کہ جن کا جواب نہ تھا۔ مگر سپرنٹنڈنٹ صاحب کے لاجواب فیصلہ جات نے ان سب پر ایسا پانی

پوسٹماسٹر جنرل کا فیصلہ میں نے اور دیکھنے سے بھی ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو پھر ڈاکخانہ کے خلاف دیوانی اور فوجداری ہر دو قسم کے مقدمات عدالت میں پیش کئے جائینگے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھیرا کہ ایک بھی ان کے نزدیک بجا اور درست نہ ثابت ہوئی۔

کتاب گھر کا سنگین مقدمہ

فاروق کے گذشتہ نمبر میں کتاب گھر کے مقدمہ بیرنگ کی مختصر سی کیفیت ناظرین اخبار کی نظر سے گذر چکی ہے۔ اس کی تحقیقات کے دوران میں جبکہ سپرنٹنڈنٹ صاحب اور انسپکٹر صاحب ڈاکخانہ جات دونو تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس کیس کو خفیف بنانے کے لئے بڑے کی خاطر چھوٹے کو قربانی کا بکرا بنانے کی کوشش کی گئی۔ یعنی پوسٹماسٹر قادیان جس کے ہاتھوں کی وہ سب کارستانی تغیر و تبدل رقم اور ناجائز بیرنگ کرنے وغیرہ کے متعلق تھی۔ ان کو بچانے کی خاطر ایک بیچارے ناکردہ گناہ پوسٹمین پر نزلہ بر ضعیف گرا ہے۔ پوسٹمین نہ لینے میں نہ دینے میں خواہ نخواہ ایک ایسی بات بنا کر اسکے ذمہ مڑھی گئی ہے۔ جس کا نہ اتا نہ پتا۔ معاملہ اب یوں بنایا گیا ہے کہ (۱) ۲/۱۲ نہیں لکھے گئے تھے ۲/۱۲ لکھے گئے تھے۔ (۲) پوسٹمین کو اس پیکٹ کا Correct یعنی اوپر والا کاغذ واپس لانے کے لئے کہا گیا تھا۔ نہ کہ دو روپیہ بارہ آنے لانے کو۔ بس چونکہ ۲/۱۲ پوسٹمین نے از خود مانگے ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ سب پوسٹماسٹر صاحب نے ۲/۱۲ پیکٹ کے اوپر نہیں لکھے۔ کیا عجیب لاجک ہے۔ جو ناظرین کو شاید زندگی بھر پہلی مرتبہ پڑھنے کا موقعہ ملا ہوگا۔

حالانکہ ڈاکخانہ کی کتاب میں ۲/۱۲ لکھے موجود۔ واپسی رسید پر ۲/۱۲ لکھے گئے۔ پوسٹ مین کی کتاب میں ۲/۱۲ لکھے موجود۔ پیکٹ کے اوپر سب پوسٹماسٹر کے دستخطی ۲/۱۲ لکھے موجود۔ پھر کتاب گھر کے پاس معزز چھ سات عینی شاہد موجود۔ جنہوں نے اس پیکٹ کے اوپر ۲/۱۲ دیکھے۔ بیرنگ کی مہر دیکھی۔ اب معمولی سے معمولی عقل والا انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ لفظ Correct کے معنے ایک صحیح دماغ انسان دو روپیہ بارہ آنہ ہرگز نہیں لے سکتا۔ اس امر کے لئے ڈاکخانہ والے سوائے اس کے کہ اپنے عملہ کے تنخواہ داروں کو خواہ مخواہ کا گواہ بنالیں۔ اور کوئی معقول یا تحریری ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔ اور یہ دنیا میں نرالا اور بالکل انوکھا اصول سمجھنا چاہیئے۔ کہ بیرنگ پیکٹ پر ۲/۱۲ لکھ کر زبانی کہا جائے۔ کہ صرف کور لانا۔ پھر اتنا ہی نہیں۔ بلکہ دوران تحقیقات میں ڈاکخانہ کی طرف سے یہ بھی کہا گیا۔ کہ دو روپیہ بارہ آنہ لکھ کر مکتوب الیہ کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ چیر بنا کر بھیجا گیا۔ جو بالکل ہی غلط اور بناوٹ ہے۔ کیونکہ ۲/۱۲ طلب کرنے پر اس پیکٹ کی اتنی چھان بین ہوئی۔ کئی لوگوں نے دیکھا۔ پوسٹ مین نے بھی بار بار دیکھا۔ مگر افسوس ہے کہ پارسل کے کسی کونے پر بھی چیر نہ دیکھے گئے۔ رجسٹرڈ پیکٹ کو اب تک ہم نے کبھی نہیں سنا۔ کہ اس طرح ڈبل ٹربل بیرنگ کیا گیا ہو۔ جبکہ رسید پر چسپاں شدہ ٹکٹ گن کر لکھے جاتے ہیں۔ غرضیکہ کہاں تک بیان کیا جاوے۔ کہ پوسٹ ماسٹر کی غلطی پر پردہ ڈالنے کے لئے کیا کچھ لایعنی سٹری بنانی پڑی ہے اور ایسے سخت معاملہ کو اس طرح بالکل معمولی بنا کر رفع دفع کر کے سپرنٹنڈنٹ صاحب نے فیصلہ کر دیا۔ کہ تحقیقات کی رُو سے معلوم ہوا۔ کہ پوسٹ مین کو کہا گیا تھا۔ کہ اس پیکٹ کا کور واپس لاوے۔ پوسٹمین نے غلطی سے بجائے کور مانگنے کے ایک روپیہ چھ آنے طلب کر لئے۔ جس سے مکتوب الیہ اور فرستندہ کو تکلیف ہوئی۔ جس کا ہم کو افسوس ہے۔ اس غلطی کی سزا پوسٹ مین بھگتے گا۔" فیصلہ نہایت لاجواب ہے۔ بشرطیکہ آگے اس کا کوئی دیکھنے والا نہ ہو یا انصاف کا خاتمہ سپرنٹنڈنٹ پر ہی ہو جائے۔ بھلا Correct لانے کے معنے دو روپیہ بارہ آنہ لانا سمجھنے جبکہ ۲/۱۲ کی رسید بھی بنا کر پوسٹ مین کو دی گئی ہو کیونکر ممکن ہیں۔ پوسٹ مین نے تو غضب ہی کر دیا کہ پوسٹماسٹر قادیان کے اندرونی خیال کو جو کہ جھگڑا پیدا ہونے کے بعد ظاہر ہونے کو تھا۔ پہلے ہی نہ سمجھ لیا۔

بس یہ ہے مختصر سی کیفیت کتاب گھر کے مقدمہ کی۔ جس میں پتلی گردن والے کو چھوڑ کر موٹی گردن والے پوسٹ مین کے گلے میں رسہ ڈالا جاتا ہے۔ حالانکہ اصل واقعہ یہ ہے۔ کہ پوسٹماسٹر نے دیدہ دانستہ نقصان رسانی کے ارادے سے جیسا کہ چھ سات ماہ سے اس سب پوسٹ ماسٹر کے رویہ سے احباب کو بھی محسوس ہو چکا ہے۔ اس پیکٹ پر ناقابل برداشت جرمانہ ڈالکر ناقابل وصول بنا لیا۔ تا جس قدر تاخیر اور توقف ممکن ہو پڑکر مکتوب الیہ کو نقصان پہنچے یا ۲/۱۲ وصول ہوکر سرکار دولتمدار کے خزانہ میں جمع ہوں۔ اور سب پوسٹماسٹر نیکنامی کا ریکارڈ B ایبٹ کر کے سرخروی حاصل کریں۔ مگر بدقسمتی سے کتاب گھر والے سیانے نکلے۔ ورنہ یہ تو اپنا کام کر ہی چکے تھے۔ کتاب گھر کے انکار پر سب پوسٹماسٹر کے اوسان خطا ہوئے۔ اور جھٹ ۲/۱۲ کو چیر بنائے اور بُری طرح بنائے۔ پھر باوجود کتاب گھر کے انکار کر دینے کے بجائے اس کے کہ قواعد کے مطابق فوراً ہی اس پیکٹ کو واپس فرستندہ کے پاس بھیجتے چار پانچ دن ڈاکخانہ میں روکے رکھا۔ آخر پیکٹ واپس گیا۔ فرستندہ نے درخواست دی۔ کتاب گھر نے بھی درخواست بھیجی۔ جس پر سپرنٹنڈنٹ اور انسپکٹر آئے۔ انسپکٹر صاحب نے خانہ پری کرنے کی خاطر بیان لئے مگر کتاب گھر کے باوجود بار بار کہنے کے اس کا ایک گواہ بھی نہ لیا۔ جس سے ان کی نیت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ ڈاکخانہ میں ایک نئی کہانی گھڑی گئی۔ بیچارے پوسٹمین کا مدعی کی غیر حاضری میں غالباً کچھ سمجھا کر کرا کر ایسا بیان لکھایا گیا۔ جس سے سب پوسٹ ماسٹر کی بلا پوسٹ مین کے سر پر پڑے۔ جیسا کہ اندھیر نگر والوں کا منشا تھا۔ مگر بدقسمتی سے مدعی کے حاضر ہو کر جرح قدح کرنے پر اس کے مصنوعی بیان کا تار پود بکھر گیا۔ اور سارا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔ مگر فیصلہ تو صاحب سپرنٹنڈنٹ نے کرنا تھا جو کر دیا کہ قصور پوسٹمین کا ہے۔

اسی طرح کتاب گھر کی دوسری شکایت کہ ایک پارسل باوجود نہایت محفوظ و مضبوط پیکنگ کے پوسٹ کرنے سے انکار کر دیا۔ جو اسی صورت میں ٹال مٹول ہو گیا۔ اس کے متعلق کافی شہادتیں موجود تھیں۔ کچھ گواہیاں بھی دی گئیں۔ مگر سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ایک نہایت ہی مضحکہ خیز فیصلہ دیکر کتاب گھر کو ہی ملزم قرار دیا۔ (باقی دیکھو صفحہ ۱۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"فاروق"

قادیان دارالامان مورخہ ۷ / مارچ ۱۹۲۹ء

اکالی مورچہ پٹیالہ میں کیوں ناکام رہا

اکالی لیڈروں کا ایک وفد جو سردار کھڑک سنگھ صاحب کی سرکردگی میں ریاست پٹیالہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ ناکام رہا۔ اس اکالی مورچہ کی غرض یہ تھی۔ کہ سردار سیوا سنگھ اکالی کو رہا کرایا جائے۔ جن کو دربار پٹیالہ نے بعض سیاسی وجوہ پر گرفتار کیا ہے۔

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اکالی دل ریاست پٹیالہ میں جمہوریت قائم کر کے سردار سیوا سنگھ کو اس کا پریزیڈنٹ بنانا چاہتا ہے۔ ہز ہائی نس مہاراجہ پٹیالہ کے اعلان سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے۔ ہم ضروری نہیں سمجھتے۔ کہ اس مورچہ کے مقاصد یا اس حملہ کے اسباب پر بحث کریں۔ اصل یہ ہے۔ کہ جب سے مہاراجہ نابھہ کو ریاست سے علیحدہ ہونا پڑا ہے اکالی تحریک کو یہ خیال ہے۔ کہ اس میں مہاراجہ پٹیالہ کا ہاتھ ہے۔ اور اس جنگ میں جو پٹیالہ اور نابھہ میں ایک عرصہ تک جاری رہی۔ مہاراجہ پٹیالہ کی کامیابی اکالی تحریک کے لئے تکلیف دہ ہے۔

کاش! اس جنگ کو شروع کرتے وقت نابھہ کے ہواخواہوں کو خیال آیا ہوتا۔ کاش جب یہ شروع ہو گئی تھی۔ تو مصالحت کے ساتھ اسے ختم کرنے کی کوشش کی جاتی۔ اس جوش اور ہیجان میں کوئی نہیں سمجھتا تھا۔ کہ انجام کیا ہوگا۔ اور ہر ایک فریق اپنی کامیابی کا پورا یقین رکھتا تھا۔ اور جنگ دو سر دارد کے مفہوم سے غافل!

نتیجہ جو کچھ ہوا۔ اسے دیکھ لیا۔ اور اب وہی زخم جو ایک پھوڑے کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ ناسور بن کر بہتا رہتا ہے۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ سردار کھڑک سنگھ اور سردار منگل سنگھ صاحب جیسے مدبر لیڈر کیوں اس قسم کی تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔ جو سیاسی اور مذہبی پہلو سے قابل عزت نہیں ہو سکتی۔ اب جب کہ ریاست پٹیالہ کے دورہ سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے دیکھ لیا۔ کہ

ان کا یہ مورچہ ناکام رہا ہے

انہیں چاہیئے۔ کہ آئندہ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جو ان کی تحریک کے وقار کو نقصان پہنچائے۔ ریاست پٹیالہ نے اس موقعہ پر اپنی کمال برداشت اور حوصلہ کا ثبوت دیا ہے۔ وہ اس کا داخلہ آسانی سے ریاست میں بند کر سکتے تھے۔ وہ ان تدابیر سے بھی کام لے سکتی تھی۔ جو ریاست نابھہ پر اکالی تحریک کی چڑھائی کے وقت گورنمنٹ نے اختیار کی تھیں۔ برخلاف اس کے ریاست نے ان اکالی لیڈروں کی نقل و حرکت پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں کی۔ اور جہاں انہوں نے چاہا انہیں جانے دیا۔ مگر ریاست پٹیالہ کی سکھ آبادی نے

اس سیاسی وفد کو خیر مقدم نہیں کہا

خواہ کچھ بھی اسباب ہوں۔ مگر یہ ایک واقعہ ہے۔ اور اکالی مورچہ کی یہ ناکامی اکالی تحریک کے لئے باعث افسوس ہو تو ہو۔ لیکن امن عامہ کے نقطہ خیال سے اس ناکامی پر ہزار کامیابی قربان ہے۔ اس لئے کہ کسی قسم کی بدامنی ریاست میں نہیں ہونے پائی۔ نہ حکومت کو اپنے بھائیوں کے خلاف طاقت کے استعمال کی ضرورت پیش آئی۔ نہ قانون کی مشینری کو حرکت دینی پڑی۔

ریاست پٹیالہ نے اس موقعہ پر جس انتہائی فرزانگی اور حوصلہ کا ثبوت دیا ہے۔ وہ ہر طرح قابل قدر ہے۔ اگر ذرا بھی جوش سے کام لیا جاتا۔ تو وہ شاندار نتائج جو اب پیدا ہوئے ہیں نہ ہوتے۔

مہاراجہ پٹیالہ نے اپنے بیان میں حقیقت کو آشکار کر دیا ہے۔ اکالی تحریک کے لیڈروں کو اس قسم کی مورچہ بندی کو آئندہ ترک کر دینا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس قسم کی ناکامیوں سے

قومی تحریک کو نقصان پہنچتا ہے۔

اور اثر کمزور ہوتا ہے۔

ریاست پٹیالہ آخر ایک سکھ ریاست ہے۔ اور یہ وہ ریاست ہے۔ جو ہمیشہ سے سکھوں کیلئے مایۂ ناز و افتخار رہی ہے۔ اس کی طاقت و اثر کو کم کر کے سکھوں کے لئے کوئی خوشی نہیں ہو سکتی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر نابھہ اور پٹیالہ کی جنگ میں دانشمندی سے کام لیا جاتا۔ اور مصلحانہ پولیسی کام کرتی۔ تو

یہ انجام نہ ہوتا

اس سلسلہ کو اب انتقامی رنگ میں لمبا کرنا مصلحت نہیں ہوگی۔ سردار کھڑک سنگھ اور دوسرے اکالی لیڈروں کی ہمارے دل میں جائز عزت اور احترام ہے۔ اور ہم ان کے ایثار اور اخلاص سے توقع کرتے ہیں۔ کہ وہ ان معاملات کو طول نہ دینگے۔

ریاست پٹیالہ کے اندرونی انتظام میں کسی قسم کی مداخلت کسی شخص کا حق نہیں۔ ہاں اگر وہ کوئی ایسی بات دیکھتے ہیں۔ جس سے ریاست کے انتظام اور وقار پر اثر پڑتا ہے۔ تو ان کا مذہبی اور اخلاقی فریضہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ مخلصانہ رنگ میں پٹیالہ گورنمنٹ کو توجہ دلائیں۔ اسے مقابلہ کا چیلنج نہ دیں۔ اس پولیسی نے بہت بڑا نقصان ملک اور قوم کو پہنچایا ہے۔ قوم کی اخلاقی قوتیں بعض اوقات مر جاتی ہیں۔

بہادر۔ دلیر اور خیر خواہ انسان اپنی کسی ناکامی پر افسوس نہیں کرتا۔ بلکہ اس سے مفید سبق حاصل کرتا ہے۔ اس قسم کی مورچہ بندی یا چڑھائی ایک سیاسی اور مذہبی غلطی تھی۔ خدا تعالےٰ نے اس میں سبق دیدیا ہے۔ کہ آئندہ اس کو ترک کر دیا جائے۔

ریاست پٹیالہ بھی اپنی اس کامیابی پر کوئی غیر معمولی خوشی کا اظہار نہیں کریگی۔ اسے مدافعانہ طور پر ایک ایجی ٹیشن کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اور وہ اس میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امن عامہ کو قائم رکھ سکی۔ اور اپنی صائب تدبیری سے رعایائے پٹیالہ کو کسی قسم کے ہیجان سے بچا سکی اور یہی امن کا بہترین فرض اور بہترین پولیسی تھی۔ جس میں خدا تعالے نے اسے کامیابی عطا کر کے بتا دیا۔ کہ

یہی امن کا طریق ہے

اکالی لیڈروں کے اگر کوئی جائز مطالبات ہیں۔ تو مہاراجہ صاحب کی انصاف پسندی اور بے تعصبی سے امید رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ ان پر پوری توجہ کرینگے اور اکالی لیڈر اس احترام اور ادب کو ملحوظ رکھکر جو ان کی اپنی سکھ ریاست کا ہے۔ انہیں مخلصانہ رنگ میں پیش کرینگے ؀

خانہ جنگی خواہ کسی قسم کی ہو۔ وہ ملک اور قوم کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔ افغانستان کا مرقع ہمارے سامنے ہے۔ اور خود نابھہ اور پٹیالہ کا افسوسناک جھگڑا اور اس کا نتیجہ ابھی فراموش نہیں ہو گیا۔ ریاست پٹیالہ کا طرز عمل اس موقعہ پر فی الحقیقت قابل مبارکباد ہے۔ اس لئے کہ باوجود اختیار و قوت کے اس نے قوت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اور رعایائے پٹیالہ نے جس طریق سے اس ورجہ کی طرف سے بے اعتنائی کی ہے۔ اس کے لئے یہی سزاوار تھا۔ انہوں نے اس علیحدگی سے بتا دیا کہ

وہ اپنی ریاست اور اپنے آقا کی دلی خیر خواہ ہو امید ہے۔ کہ ریاست کے باہر کے تمام سکھ اور خصوصاً سکھ ریاستیں ریاست پٹیالہ کے اس طرز عمل کو سراہینگی اور اس کامیابی پر اسے مبارکباد دیں گی ؀

قرآن کی بے نظیر تعلیم کا اعتراف

یہ بات انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ کہ مشکل اور تکلیف کے وقت وہ اپنے خالق و مالک سے استمداد کرتا ہے۔ اور اس کا نام اسلام نے دعا رکھا ہے اور دعا چونکہ بندے میں شوق عبودیت اور خدا تعالے کی طاقتوں اور بڑائیوں کا احساس پیدا کرنے کے لئے ایک بہترین ذریعہ ہونے کی وجہ سے خالق و مخلوق میں رشتۂ قرابت پیدا کرنے کا باعث ہے۔ اس لئے اسلام نے اسے بہت اہمیت دی ہے بلکہ اُسے مخ العبادت یعنی عبادت کا مغز قرار دیا ہے۔ لیکن ہندو دھرم اسے ایک فضول بے معنی اور قطعی طور پر غیر مؤثر چیز قرار دیتا ہے اور عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ دنیا میں انسان کے ساتھ جو کچھ واقعات و حوادث پیش آتے ہیں۔ وہ اس کے سابقہ اعمال کے نتیجہ میں ہوتے ہیں۔ جو بہر حال اسے پیش آئیں گے۔ اور وہ ان سے کسی طرح بچ نہیں سکتا۔ اور دعا اس کے حالات میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتی۔ لیکن جوں جوں زمانہ بدل رہا ہے۔ اور دنیا میں اشاعت علم کے باعث لوگ اندھا دھند عقائد کی بجائے ہر بات کی معقولیت اور غیر معقولیت پر غور کرنیکے عادی ہو رہے ہیں۔ ویدک دھرمی بھی اپنی مذہبی تعلیم کو دنیا کے سامنے رکھے جانے کے قابل بنانے کیلئے آئے دن اس اسلامی تعلیم کے پیوند لگاتے جا رہے ہیں۔ آریہ گزٹ (۲۳ فروری) ایک وید منتر کی تشریح اس طرح کرتا ہے۔

"آدمی جب سچے دل سے امداد کے لئے پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہے۔ وہ دیالو پتا اس کی پکار کو سنتا ہے"

ہم آریہ دوستوں سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ الفاظ قرآن کریم کی آیت کریمہ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان کا لفظی ترجمہ ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں اور یقیناً ہیں۔ تو کیا وہ تسلیم کرینگے۔ کہ قرآنی تعلیم بلحاظ خوبیوں کے ایسی بے نظیر ہے۔ کہ وہ اسے ویدوں کی طرف منسوب کرنا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ اگر کہا جائے۔ کہ یہ تعلیم ویدوں میں پہلے ہی موجود تھی۔ تو انہیں بتانا ہوگا۔ کہ اس صورت میں ان کے مذکرۃ الصدر عقائد کی بنیاد کیا ہے؟

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

ملتان میں ہندو سبھا کے زیر اہتمام بسنت منائی گئی۔ جس میں تمام ہندوؤں نے حصہ لیا۔ اس کارروائی میں ایک دلچسپ واقعہ یہ ہوا کہ جب آریہ ویر سینا اپنے کھیل دکھانے کے لئے میدان میں آئی۔ تو مہابیر دل کے والنٹیر بگڑ بیٹھے۔ کیونکہ آریہ ویر سینا میں بعض ایسے لوگ بھی شامل تھے جنہیں اچھوت کہا جاتا ہے۔ اس پر صاحب صدر نے حکم دیا۔ کہ اچھوتوں کو جلسہ گاہ سے نکال دیا جائے لیکن جب اس کے اس حکم کی تعمیل نہ کی گئی۔ تو مہابیر دل کو ساتھ لے کر جلسہ سے بطور پروٹسٹ اٹھکر چلے گئے۔ اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے آریہ گزٹ (۲۳ فروری) لکھتا ہے:-

"چھ کروڑ مسلمان ہوئے۔ ۴۵ لاکھ عیسائیت کی شرن میں چلے گئے۔ پھر بھی دقیانوس ہندوؤں کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ پرماتما جانے وہ کونسا اس سے بھی زیادہ عبرتناک واقعہ ہوگا۔ جو ان کے بگڑے دماغوں کو ٹھیک کر دے"

ہمیں اس سے تو بحث نہیں۔ کہ ہندوؤں کے بگڑے دماغ کب درست ہونگے۔ ہم آریہ گزٹ کے فاضل مدیر سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا ان الفاظ سے یہ واضح طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ اسلام کے بذریعہ شمشیر پھیلائے جانے کا جو الزام لگایا جاتا ہے۔ وہ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے اور ہندوستان میں اسلام کی ترقی تلوار کی رہین منت نہیں۔ بلکہ اسلام کی ترقی کا موجب خود اس کی وہ تعلیم ہے۔ جو تمام گرے ہوئے اور کمزور انسانوں کو بھی جملہ انسانی حقوق عطا کرتی ہے۔ اور اس سے متاثر ہو کر وہ لوگ جنہیں ہندوؤں نے اپنی بے پناہ ستم آرائیوں کا تختۂ مشق بنا رکھا تھا۔ چین اور سکھ کی زندگی بسر کرنے کے خیال سے اسلام میں داخل ہو گئے ؀

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کانگریس پارٹی کا استبداد

مسٹر رنگا آئر کانگریس ممبر نے کچھ عرصہ ہؤا اخبارات میں یہ راز منکشف کیا تھا۔ کہ پنڈت موتی لال نہرو نے انگلستان کے بعض ارباب سیاست سے کوئی خفیہ سازباز کی ہے۔ اور نہرو رپورٹ دراصل اسی سازباز کا نتیجہ ہے۔ اس پر بجائے اس کے کہ پنڈت نہرو اس الزام کی واقعات اور دلائل کی رُو سے تردید کرتے۔ انہوں نے مسٹر رنگا آئر کے متعلق نہایت تلخ اور ہتک آمیز الفاظ کا استعمال کیا۔ اور آپ پر بہت لے دے کی۔ اور اس وجہ سے مسٹر رنگا آئر نے آپ کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ کر دیا۔ اس پر کانگریس پارٹی نے اپنے ایک جلسہ میں فیصلہ کیا۔ کہ چونکہ مسٹر رنگا آئر نے کانگریس کے صدر کے خلاف دعویٰ کر دیا ہے۔ اسلئے انہیں اپنی جماعت سے خارج کر دیا جائے۔

ہمارے نزدیک کانگرس پارٹی کا یہ فیصلہ نہایت ہی نامناسب اور غیر منصفانہ ہے۔ مسٹر رنگا آئر نے کانگرس سے قطعاً کوئی غداری نہیں کی۔ ان کا جھگڑا پنڈت موتی لال نہرو سے ہے۔ اور اس لئے بالکل ذاتی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس قسم کے ذاتی جھگڑوں کے باعث کانگریس پارٹی سے اخراج کسی صورت میں بھی معقول اور مستحسن نہیں سمجھا جا سکتا۔ اور ایسا فعل صریحاً آزادی رائے کو کچلنے والا ہے۔ اگر آج پنڈت موتی لال نہرو ایک شخص کی صاف گوئی کے باعث اسے اپنی جماعت سے خارج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تو حصولِ سوراج کے بعد ان کے کسی نامناسب فعل پر حرف گیری کرنے والے کی سزا اخراج ملک سے کیا کم ہوگی۔ اور جس جماعت کے صدر کی استبدادیت کا یہ عالم ہو۔ اس کے انتظام میں کمزور افراد اور اقوام کے حقوق اور آزادی و حریت کی حفاظت کا کس طرح یقین کیا جا سکتا ہے۔

پیغامی مشن

غیر مبایعین سے یکصد مطالبات

(بسلسلہ گذشتہ)

(×)

مطالبہ نمبر ۹۷

مولوی محمد علی صاحب اپنی تفسیر القرآن جلد سوم کے صفحہ ۱۳۶۰ پر آیت استخلاف کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ "آنحضرت صلعم سے امت کو خلافت ملنا خلافت کے دونوں معنوں کی طرف اشارہ کرتا ہے" اس کے آگے فرماتے ہیں:۔ "اور بنی اسرائیل کو جس کی طرف یہاں الفاظ کما استخلف الذین من قبلھم میں اشارہ کیا گیا ہے۔ نبوت اور بادشاہت دونوں دیئے گئے۔ اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکاً (المائدہ ۲۰۰)" جب اللہ تعالےٰ نے اسلامی خلافت کو کما کے لفظ سے بیان کیا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں انبیاء بھی ہوئے اور بادشاہ بھی۔ مگر امت محمدیہ میں صرف بادشاہ ہوں۔ اور نبی نہ ہوں۔ جبکہ مولوی صاحب خود تسلیم فرماتے ہیں۔ کہ کما سے بنی اسرائیل کو مشبہ بہ قرار دیا جاتا ہے۔

مطالبہ نمبر ۹۸

مولوی محمد علی صاحب اپنی تفسیر کے صفحہ ۱۳۶۰ پر فرماتے ہیں:۔ "نبوت کو اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم میں کامل کر کے اس کی جگہ ولایت کا سلسلہ جاری فرمایا اگر نبوت آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات میں کمال کو نہ پہنچتی تو اس امت میں بھی نبی ہوتے مگر جب نبی کی ضرورت باقی نہ رہی۔ کیونکہ نور نبوت آنحضرت کی ذات میں کمال کو پہنچا ہؤا ہر وقت موجود ہے"

کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی اور عین حین حیات میں جب اللہ تعالےٰ نے ان کا وزیر ایک نبی بنایا۔ تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام میں "نور نبوت" "موجود" نہ تھا۔ جو دوسرے نبی کی ضرورت پیش آئی۔ اگر جواب اثبات میں تو آپ کی دلیل ٹوٹتی ہے۔ کہ نور نبوت آنحضرت صلعم کی ذات میں کمال کو پہنچا ہؤا ہر وقت موجود ہے" اس لئے آپ کے بعد نبی نہیں آسکتے۔ اگر نفی میں ہو۔ تو بتایئے ان کا نور نبوت کس غلطی کی وجہ سے چھینا گیا۔

مطالبہ نمبر ۹۹

مولوی صاحب اپنی تفسیر کے مذکورۃ الصدر صفحہ پر فرماتے ہیں:۔ "نبوت کو اللہ تعالےٰ نے کامل کر کے اس کی جگہ ولایت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اگر نبوت آنحضرت صلعم کی ذات میں کمال کو نہ پہنچتی۔ تو اس امت میں بھی نبی ہوتے"

کیا کوئی غیر مبائع دوست اس معمہ کو حل کرینگے کہ آنحضرت کے سوا کسی نبی کی نبوت کامل نہ تھی۔ سب کے سب ناقص نبی تھے۔ اور کیا قرآن کریم یا حدیث شریف میں کہیں یہ آیا ہے۔ کہ آنحضرت کی نبوت چونکہ کامل ہے۔ اور باقی انبیاء کی ناقص اس لئے کامل کے بعد نبی کوئی نہیں آئے گا۔ علاوہ ازیں جائے تعجب ہے۔ کہ اس کمال نے نبوت کو کیوں بند کیا۔ اور "ولایت" کو کیوں باقی رکھا۔ کیا اس لئے کہ امت محمدیہ جو خیر الامم ہے۔ وہ کہیں اس نعمت کو نہ پالے؟

مطالبہ نمبر ۱۰۰

انبیاء علیہم السلام کا وجود روحانی ڈاکٹر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور ڈاکٹر عموماً مریض کی مرض کے خطرناک ہونیکی حالت میں اعلیٰ ڈگری کا ماہر اور تجربہ کار بلایا جاتا ہے۔ سیریس کیسوں میں سول سرجن خود اپریشن کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے ماتحت کئی اسسٹنٹ سرجن اور سب اسسٹنٹ سرجن ہوتے ہیں۔ کبھی کوئی عقلمند ایسا ہرگز نہیں کریگا۔ کہ خطرناک بیماری میں معمولی کمپونڈر سے علاج شروع کرائے۔ علیٰ ہذا القیاس ضروری ہے کہ جب روحانی حالت میں انسان انتہائی تنزل کو پہنچ جائیں۔ تو ان کے لئے بھی نبی مبعوث ہو۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ ہر زمانہ میں نبی کی بجائے ولی بھیجے جاتے رہے۔ اسکی یہی وجہ ہے۔ کہ جو کام نبی سرانجام دے سکتا ہے وہ ولی کے مقدور سے باہر ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲ جون کے جلسوں کے متعلق ضروری اعلان

اس وقت تک جو خط و کتابت ۲ جون کے جلسوں کے متعلق پنجاب کے اضلاع کی اور پنجاب سے باہر صوبہ جات کی مرکزی انجمنوں سے ہو چکی ہے۔ اور اعلانات اس بارہ میں ترقی اسلام کی طرف سے اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان سے احباب کو معلوم ہونا چاہیئے تھا۔ کہ اس سال ہمارا مطالبہ گذشتہ سال سے بالکل مختلف ہے۔ گذشتہ سال ہمارا مطالبہ صرف لیکچرار مہیا کرنے کا تھا۔ جس کے مطابق کام تو ہوتا رہا۔ لیکن آخر کام کے دن جا کر یہ بد انتظامی بعض جگہ ہوئی۔ کہ کہیں تو بہت سے لیکچرار جمع ہو گئے۔ اور کہیں ایک بھی نہ تھا۔ اس سال اس بد انتظامی کو محسوس کرتے ہوئے ہمارا مطالبہ یہ ہے۔ کہ جو صاحب بھی اس کام کے لئے تیار ہوں۔ وہ دفتر ترقی اسلام اور اپنی مرکزی انجمن کو اطلاع دیتے وقت ایک مکمل نقشہ بنا کر بھیجیں۔ جس میں مندرجہ ذیل تفصیلات درج ہوں:-

مقام جلسہ معہ موضع و صوبہ
نام منتظم جلسہ معہ مکمل پتہ۔ نام لیکچرار معہ مکمل پتہ۔ چونکہ اس وقت تک بعض احباب کی طرف سے اس قسم کے خطوط آ رہے ہیں جن سے یہ تفصیلات معلوم نہیں ہوتیں اور جن کے معلوم کرنے کے لئے دوبارہ خط و کتابت کرنی پڑتی ہے جس سے اخراجات بڑھنے کے علاوہ وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔ اسلئے تمام احباب اور مرکزی انجمنوں کو اطلاع کے لئے مجھے یہ اعلان کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ امید ہے کہ احباب اسے ملحوظ رکھیں گے۔ والسلام:

(سیکرٹری صیغہ ترقی اسلام قادیان)

قابل توجہ جماعت ہائے احمدیہ

نمائندگان مشاورت کا جلد سے جلد انتخاب ہونا ضروری ہے۔ جملہ جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ ۱۱ جنوری کو میں نے مجلس مشاورت کے نمائندگان کے انتخاب کے لئے اعلان کیا تھا۔ اس اعلان کے مطابق چاہیئے تھا۔ کہ عام جماعتوں کی طرف سے اپنے اپنے نمائندوں کے انتخاب کی اطلاع آ چکی ہوتی۔ لیکن بہت کم جماعتوں نے اس وقت تک اس طرف توجہ کی ہے اس لئے اس اعلان کے ذریعے پنجاب کی جماعتوں کو بالعموم اور جماعت ہائے بنگال۔ سرحد۔ یو پی۔ سی پی مدراس بمبئی۔ بہار۔ اوڑیسہ۔ ریاست حیدرآباد دکن سندھ۔ کراچی۔ ریاست ہائے و کشمیر و جموں کو بالخصوص توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ جلد سے جلد اپنے نمائندگان کے اسماء گرامی سے خاکسار کو مطلع فرما دیں۔

اس وقت تک صرف پچھتر (۷۵) جماعتوں کی طرف سے اطلاعات پہنچ چکی ہیں۔ ان میں سے ۶۵ جماعتیں پنجاب کی ہیں۔ اور پانچ جماعتیں سرحد کی ہیں۔ اور پانچ جماعتیں دیگر صوبہ جات کی ہیں۔ ہندوستان میں جماعت ہائے احمدیہ کی تعداد چار سو چالیس کے قریب ہے۔ امید ہے۔ کہ باقی جماعتیں جلد سے جلد اطلاع دیں گی۔ والسلام:

(دستخط) یوسف علی سیکرٹری مجلس مشاورت قادیان

اطلاع

پہلی تاریخ

مارچ سے خدا کے فضل سے فاروق کا [illegible] سال [illegible] شروع ہو چکا ہے [illegible] جن خریداران کا چندہ [illegible] ختم ہو چکا ہے [illegible] امید ہے [illegible]

(منیجر فاروق)

روزنامہ

ہمت

زبان اردو کے مسلمہ تجربہ کار و ایڈیٹر جرنلسٹ ادیب

سید جالب دہلوی (بانی و سابق مدیر روزنامہ ہمدم لکھنؤ)

کی مالکیت و ادارت میں ملکی آزادی کی تبلیغ اور مسلمانوں کے جائز حقوق کی حفاظت کیلئے غیر معمولی ادبی دلچسپیوں اور گرانقدر صحافتی ترقیوں کے ساتھ

یکم مارچ ۱۹۲۹ء کو لکھنؤ سے جاری ہوگا

شرح چندہ سالانہ بارہ روپیہ ششماہی [illegible] ماہانہ عہ قیمت فی پرچہ دو پیسے

خریداروں، ایجنٹوں اور اشتہار دینے والوں کی درخواستیں ذیل کے پتہ پر بھیجی جائیں

سید عشرت حسین

منیجر و پبلشر روزنامہ ہمت ۹۶ نیا گاؤں لکھنؤ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انقلاب افغانستان اور مسلمانان ہندوستان

نمبر ۳

میں پچھلے دو نمبروں میں افغانستان کی حالت پر ایک تبصرہ کر چکا ہوں۔ آج میں ہندوستان کے مسلمانوں کی روش متعلقہ افغانستان پر ایک اور پہلو سے نظر کرتا ہوں۔ اور انہیں اس خطرہ سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ جس کی طرف بعض مسلم اخبار نویس انہیں لے جا رہے ہیں۔

مسلمان ایک جذباتی قوم ہے

مسلمانوں کے متعلق یہ رائے بہت صحیح ہے کہ وہ ایک جذباتی قوم ہے۔ یوں تو ہر انسان جذبات کی موجوں میں ادھر سے ادھر پھرتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانا بہت آسان ہے۔ جب ان کے جذبات کو کسی رنگ میں مشتعل کر دیا جاوے۔ تو وہ بہت کم عواقب الامور پر غور کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام انسان کو

مرد آخر بین

بناتا ہے۔ بعض مسلم اخبار نویسوں اور خود ساختہ لیڈروں نے اس حقیقت کو سمجھ لیا ہے۔ اور جب وہ اپنی اغراض کے ماتحت انہیں ابھارنا چاہتے ہیں۔ تو اسی نسخہ کو کام میں لاتے ہیں۔ اس کی بہت سی نظیریں ہمارے سامنے ہیں۔ اس میں کچھ شبہ نہیں۔ کہ مسلمان دوسروں کی ہمدردی اور اعانت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور یہی نفس انسانیت کا اقتضا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ ہر مسلمان کے ساتھ ہمدردی اس کا فرض ہے۔ لیکن ہمدردی کے موقعہ پر یہ قابل غور امر ہونا چاہیئے۔ کہ

ہمدردی کی صحیح صورت کیا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اپنے بھائی کی مدد کرو۔ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ اور صراحت فرمائی کہ ظالم کی ہمدردی یہ ہے۔ کہ اسے ظلم سے روک دو۔ پس اگر ہمدردی کا عام مفہوم لے کر نتائج سے غافل رہ کر ہم کوئی عملی قدم اٹھائیں۔ تو یقیناً غلطی کریں گے۔

افغانستان کے معاملہ میں مسلمان غلطی کر رہے ہیں

افغانستان کی ہمدردی میں تسلیم کرتا ہوں ہر مسلمان کے لئے ناگزیر ہے کہ ایک آزاد اسلامی سلطنت خانہ جنگی سے تباہ ہو رہی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے۔ کہ جو طریق ہمدردی ہم نے اختیار کیا ہے۔ وہ کس حد تک صحیح ہے۔ اور کیا

ان لیڈروں اور اخبار نویسوں کے مشورہ پر ہمیں عمل کرنا چاہیئے؟

جو اس سے پہلے مسلمانوں کو خطرناک گڑھوں میں دھکیل چکے ہیں۔ ہجرت کی تحریک کی یاد ہمیں اب بھی خون کے آنسو رلاتی ہے۔

تحریک ہجرت کے شہیدوں سے میری ملاقات ممالک غیر میں

۱۹۲۷ء میں جبکہ میں یورپ اور بلاد اسلامیہ کی سیاحت کرتے ہوئے قسطنطنیہ اور مکہ معظمہ میں پہنچا تو مجھے بعض مسلمان نوجوانوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ جو اس ہجرت کی تحریک میں جلاوطن ہوئے۔ اور عزیزوں سے جدا ہو کر دھکے کھاتے پھرتے تھے۔ افغانستان میں ان کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ اس کو بیان کرتے ہوئے جوش میں آجاتے۔ اور حکومت افغانستان کو گالیاں دیتے تھے۔ اور اپنی تباہی اور بربادی پر پشیمان تھے۔ مولوی عبید اللہ صاحب جو بہت بڑے ایجی ٹیٹر سمجھے گئے ہیں۔ میں باوجود ان کے سیاسی عقاید سے اختلاف رکھنے کے ان کے علم و فضل کا قائل ہوں۔ انہوں نے افغانستان میں اپنے ذاتی تجربات کی بنا پر کہا۔ کہ

افغانستان کی حکومت نے مہاجرین پر سخت ظلم کئے ہیں!

اور وہ حکومت افغانستان کے اس فعل سے ایسے ناراض اور بیزار تھے۔ کہ اگر انہیں مقدرت ہوتی۔ تو وہ اسی ایک جرم کے بدلہ میں

افغانستان میں وہی کام کرتے جو بچہ سقہ نے کیا۔

اس تحریک ہجرت میں ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنے اموال اور نفوس کو اپنے ہاتھ سے ان اخبار نویسوں اور لیڈروں کی تحریک پر خطرہ میں ڈالا۔ اور اب جبکہ افغانستان کے اندر خانہ جنگی کے شعلے بھڑکے ہیں تو ہندوستان کے بعض مسلمان اس آگ کو بجھانے کی بجائے اُسے

جنگل کی آگ بنانا چاہتے ہیں

ہندوستان کے مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے؟

جبکہ وہ اس قسم کی تدابیر کر رہے ہیں۔ کہ دو حریفوں کے درمیان جنگ شدید ہو جائے۔ مجھے حیرت اور تعجب ہے۔ کہ یہ آگ بھڑکانے والے اخبار نویس اور لیڈر اتنا نہیں سوچتے۔ کہ جو قدم وہ اٹھا رہے ہیں۔ وہ انہیں شریعت اسلام سے دور لے جا رہا ہے۔ جنگ کا آغاز جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے۔ امان اللہ خاں کی جدید اصلاحات سے بیزاری اور ان میں سے بعض کو خلاف شریعت قرار دینے سے ہوا ہے۔ اور ایسے ملاؤں کے اثر کا نتیجہ کہا جاتا ہے میں ایسے جنگ آفرین اور ہیزم کش ملاؤں کا طرفدار نہیں۔ اور خوب جانتا ہوں۔ کہ علماء سوء نے

اسلام اور مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے

مگر اس وقت ان کو گالیاں دینے سے افغانستان کی حالت درست نہیں ہو جائے گی۔ اور نہ اس

آگ کے شعلے بجھ سکیں گے

مولانا محمد علی کا طرز عمل

انسان جب اختلاف رائے کو عداوت اور مخالفت کی صورت دیدیتا ہے۔ تو اعتدال کی حدود سے نکل جاتا ہے۔ علی برادران کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض سیاسی امور میں میرا اختلاف ہے۔ مثلاً ابن سعود کے متعلق مولانا محمد علی صاحب سے بعض اوقات خوب تیز گفتگو بھی ہوئی ہیں۔ مگر میں یہ کبھی نہیں مان سکتا کہ مولانا محمد علی کے دل میں اسلام اور ملک کا درد نہیں۔ وہ اپنی کسی رائے میں غلطی کر سکتے ہیں۔ مگر ان کی نیک نیتی اور خیر سگالی میں شبہ کرنا بے ہودگی ہے۔ افغانستان کا معاملہ میں جو مسلک انہوں نے اختیار کیا ہے۔ اور جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔

وہ افغانستان کی حقیقی ہمدردی پر مبنی ہیں

لیکن چونکہ بر خود غلط اخبار نویس اور پنجاب کے خلافتی لیڈر ان سے نہرو رپورٹ کے متعلق اختلاف کر چکے ہیں۔ اس لئے اس وقت ان کے

صحیح مشورہ کی قدر کو تیار نہیں

مولانا محمد علی صاحب کا مشورہ شریعت اسلام کے موافق ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ

"افغانستان کا یہ ہنگامہ اس وقت تک ہرگز فرو نہ ہوگا۔ جب تک کہ حکمران اور اس کی رعایا دونو صدق دل سے توبہ کر کے احترام شریعت حقہ کا حتمی وعدہ نہ کرینگے۔ اور اس کے ایفا کی پوری جد و جہد نہ کرینگے۔ افغانستان کی آزادی اسی وقت مستحکم ہو سکتی ہے۔ جب وہاں اسلامی حکومت مستحکم ہو۔ اور اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ ذمہ دار سمجھدار اور با اثر مسلمانوں کا ایک وفد قندھار بھی جائے۔ اور کابل بھی۔ اور فریقین کو احترام شریعت اسلامیہ پر آمادہ کرے۔ اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے مسلمانوں کا کشت و خون نہ ہونے دے"

یہ مشورہ نہایت صحیح اور اسلامی روح سے لبریز ہے۔ قرآن مجید نے اسی کی ہدایت کی ہے کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہوں میں لڑائی ہو جائے تو ان میں مصالحت کراؤ۔ کسی ایک فریق کی ابتدائی منزل پر مدد کرنا اسے مسلمانوں کے کشت و خون پر آمادہ کرنا ہے۔ اور لڑائی کی آگ کو مشتعل کرنا۔

ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے خطرہ

ہندوستان کے مسلمانوں کے سامنے جو پروگرام اس موقعہ پر خود ساختہ لیڈر اور آگ بھڑکانے والے مسلمان رکھ رہے ہیں۔ وہ ان کے اخلاق ان کے اموال اور نفوس کو ضائع کرنے والا اور ان کے وقار کو ملیا میٹ کرنے والا ہے۔ اور اس میں صراحتاً بلا تاویل استخفاف شریعت موجود ہے۔

مسلمانوں کے اخلاق میں تو اس طرح پر دنائت پیدا کی جا رہی ہے۔ کہ ان میں جھوٹی اور غیر موثق خبریں پھیلائی جا رہی ہیں۔ اور بچہ سقہ اور ان کے کارکنوں کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور اگر کوئی شخص نیک نیتی سے ان کے ساتھ اختلاف کرے۔ خواہ وہ مولانا محمد علی صاحب ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کی حقارت آمیز مخالفت کی جاتی ہے۔ اور ہندو اخبارات اس باہمی اخباری جنگ سے فائدہ اٹھا کر جب علی برادرز کی مخالفت کرتے ہیں اور انکی اہانت اور ہجو کرتے ہیں۔ تو

ان مسلمان اخبار نویسوں کو غیرت نہیں آتی

ایک وقت تھا۔ کہ باوجودیکہ حضرت علیؓ اور معاویہ میں جنگ تھی۔ اس باہمی جنگ سے فائدہ اٹھا کر ایک دشمن قوت اسلام پر حملہ کرنے کے لئے اٹھتا ہے۔ تو حضرت معاویہ نے اسے لکھا۔ کہ

حضرت علیؓ کے جھنڈے تلے کھڑا ہو کر تیرے مقابلہ میں پہلا شخص میں ہونگا

وہ اسلامی غیرت آج کہاں ہے۔ ہم علی برادرز کی اس اہانت آمیز مخالفت کو برداشت کرتے ہیں۔ کہ ان سے ہمیں نہرو رپورٹ کے متعلق اختلاف ہے۔ یہ نہایت شرم کی بات ہے۔

مسئلہ افغانستان میں باوجودیکہ مولانا محمد علی صاحب نہایت صحیح رہنمائی کر رہے ہیں۔ مگر یہ مسلمان اخبار نویس بلا سوچے سمجھے ان کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

ان نادان دوستوں سے خدا افغانستان کو بچائے

میں نے کہا ہے۔ کہ ہندوستان کے ان مسلمانوں نے جو طریق اختیار کیا ہے۔ وہ خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ افغانستان کی مدد کا نہیں افغانستان اور اس کے ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں کی تباہی کا انہوں نے تہیہ کیا ہے۔ جبکہ وہ

ایک کروڑ روپیہ سود پر قرض لیکر دینا چاہتے ہیں

سود شریعت اسلامی کے رو سے جائز نہیں۔ افغانستان کی موجودہ مصیبت بعض خلاف شریعت اصلاحات کا نتیجہ ہے۔ اور ہندوستان کے ہمدرد ان افغانستان ایک اور خلاف شریعت فعل کر کے اس کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ اور پھر اس سے امید فلاح رکھتے ہیں۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

اول تو یہ روپیہ ہرگز جمع ہی نہیں ہو سکتا۔ مجھے اس کے دسویں حصہ کے متعلق بھی شبہ ہے۔ لیکن اگر جمع ہو۔ اور امان اللہ خاں کو دیا جاوے۔ تو اس روپیہ کا مصرف یا تو مسلمانوں کی ہلاکت ہوگی اور یا جیسا کہ سنا جاتا ہے۔ امان اللہ خاں یورپ جاکر باقی زندگی چین سے گذارینگے۔ اور یورپ کے ہوٹلوں اور تھیٹروں کی زندگی میں اُسے خرچ کیا جائیگا۔

نادر خاں کی آمد

افغانستان آگ کے گڑھے پر کھڑا ہے۔ اور وہ وقت بہت قریب ہے (خدا کرے کہ وہ نہ آئے) کہ لڑائی کی آگ پوری شدت سے بھڑک اٹھے۔ جنرل نادر خاں یک ہندوستان پہنچ گئے ہیں۔ اور وہ اس مضمون کی اشاعت تک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ غالباً کابل. پہنچ چکے ہونگے۔ انہوں نے اس وقت تک جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ

وہ صلح کے پیامبر ہو کر گئے ہیں

خدا تعالیٰ ان کے ان ارادوں میں رسوخ اور برکت دے۔ اس وقت افغانستان کو خطرہ سے بچانے کے لئے اسی کی ضرورت ہے۔ کہ کشت وخون رک جائے وہ شخص بڑا ہی مبارک ہوگا۔ جو اس جنگ کو روک دے اور بڑی نامسعود وہ ہستیاں ہونگی۔ جو کسی ایک یا دوسری صورت سے

ان مخالفانہ قوتوں کو بھڑکائیں

حالات بہت جلد جلد بدل رہے ہیں۔ ہندو پریس کی امان اللہ خاں سے ہمدردی خالی از علت نہیں ہیں نہایت دانشمندی سے ان کی ہمدردی کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اور ہر رنگ زمین دام سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔

مولانا محمد علی کی خدمت میں

مولانا محمد علی اس وقت افغانستان کی مستحکم آزادی کے لئے جس سکیم کو پیش کر رہے ہیں وہ قابل قدر ہے۔ مخالفت سے میں جانتا ہوں وہ ڈرنے والے آدمی نہیں۔ لیکن ضرورت ہے۔ کہ وہ اسے عملی شکل دینے کے لئے جلدی کریں۔ یہ موقعہ نازک ہے۔ اور ایک ایک لمحہ قابل قدر ہے اگر غفلت سے کام لیا گیا تو

خطرناک حالات کے پیش آنیکا اندیشہ ہے

ہندوستان کے مسلمان خدا کے لئے غور کریں۔ اور جلد بازی سے افغانستان کے مسلمانوں کو کشت وخون کی طرف آمادہ کرنے کے لئے قدم نہ اٹھائیں۔ بلکہ وہ اپنے اثر سے

اس آگ کو بجھائیں۔

(عرفانی ۲۵/۲۹) (باقی چوتھے نمبر میں)

ہمارا نبی

(سلسلہ کے لئے دیکھو فاروق ۱۴ فروری ص۹)

سوال نمبر ۶۳۔ دشمن غار کے منہ سے واپس کس طرح ہوئے۔ غار میں آنحضرت صلعم کتنا عرصہ ٹھیرے غار میں قیام کے دنوں میں کھانا کہاں سے آتا رہا؟

جواب۔ دشمن کے پہنچنے سے اوّل اُس غار کے منہ کے آگے ایک کیکر کا درخت خدا تعالیٰ کے حکم سے اگ آیا۔ اور مکڑی نے وہاں پر جالا تن دیا۔ اور کبوتری نے انڈے دیدیئے۔ اس وجہ سے دشمن نے غار کی تلاشی نہ لی۔ تین راتیں رسول کریم صلعم معہ حضرت ابوبکر رضی اللہ اس غار میں ٹھیرے ۱۲۔ ستمبر ۶۲۲ء کو مکہ سے رسول کریم روانہ ہوئے۔ چوتھے روز غار سے اونٹوں پر سوار ہو کر ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء کو قبا میں پہنچے۔ تین دن تک جب آنحضرت صلعم نے غار میں قیام فرمایا۔ اسماءؓ بنت حضرت ابوبکر رضہ رات کی تاریکی میں گھر سے روٹی دیجاتی تھی۔

سوال نمبر ۶۴۔ اس سفر میں حضرت ابوبکر رضہ کے پاس زادِ راہ کے لئے کچھ تھا؟

جواب:۔ حضرت ابوبکر رضہ روانگی کے وقت گھر سے جو نقد روپیہ تھا۔ وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ کل روپیہ پانچ چھ ہزار تھا۔

سوال نمبر ۶۵۔ راستہ میں کونسا معجزہ وقوع میں آیا؟

جواب۔ غار سے نکل کر اس مبارک قافلہ کا گذر خیمہ "اُم معبد" پر ہُوا۔ یہ عورت قوم خزاعہ سے تھی۔ سرِ راہ پر مسافروں کو پانی پلایا کرتی تھی۔ اور مسافر اس کے خیمہ میں ٹھیر کر آرام کر لیا کرتے تھے۔ اس بڑھیا سے دریافت کیا گیا۔ کہ کوئی کھانے کی چیز ہے۔ وہ بولی اگر میرے پاس کوئی شے ہوتی تو دریافت کرنے سے پہلے ہی حاضر کر دیتی۔ اس پر نبی کریم صلعم نے خیمہ کے گوشہ میں ایک بکری دیکھی۔ دریافت فرمایا کہ یہ بکری کیوں کھڑی ہے۔ اُم معبد نے کہا کہ کمزور ہے۔ ریوڑ کے ساتھ چل نہیں سکتی۔ نہ دودھ دیتی ہے۔ اس پر نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ اجازت ہے دودھ دوہ لیں۔ اُم معبد نے عرض کیا۔ کہ حضور کو دودھ معلوم ہوتا ہے تو دوہ لیں۔ نبی کریم صلعم نے بسم اللہ کہکر بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا۔ تو دودھ سے تھن بھر گئے۔ پھر برتن طلب کیا۔ اسمیں دودھ دوہا گیا۔ برتن ایسا بھرا کہ اچھل کر گر گیا یہ دودھ آنحضرت صلعم اور ہمراہیوں نے پیا۔ دوسری دفعہ پھر بکری کو دوہا گیا۔ پھر برتن بھر گیا۔ جو ہمراہیوں نے پیا۔ تیسری مرتبہ پھر برتن بھر گیا۔ جو اُم معبد کے لئے چھوڑ دیا۔ اور قافلہ آگے کو روانہ ہو گیا۔

سوال نمبر ۶۶۔ بریدہ کون تھا۔ وہ کیسے مسلمان ہُوا؟ مدینہ کے راستہ میں کس قدر آدمی مسلمان ہوئے؟

جواب۔ نبی کریم صلعم یثرب (مدینہ) کو جا رہے تھے کہ اثناءِ راہ میں بریدہ اسلمی ملا۔ یہ اپنی قوم کا سردار تھا۔ اور قریش نے جو رسول کریم صلعم کی گرفتاری پر ایک سو اونٹ مشتہر کیا تھا۔ بریدہ اس انعام کے لالچ سے آنحضرت صلعم کی تلاش میں نکلا تھا۔ مگر جب وہ نبی کریم کے سامنے ہُوا۔ اور حضور سے ہمکلام ہونے کا موقعہ ملا۔ تو بریدہ ستر آدمیوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ اپنی پگڑی اتار کر نیزہ پر باندھلی جس کا پھریرا ہوا میں لہراتا اور بشارت سناتا تھا۔ کہ امن کا بادشاہ صلح کا حامی دنیا کو عدالت اور انصاف سے بھرپور کرنے والا تشریف لا رہا ہے۔

سوال نمبر ۶۷:۔ مقام قبا پر نبی کریم صلعم کب پہنچے؟ اور کتنا عرصہ قیام فرمایا۔ اور وہاں پر سب سے پہلا کون سا کام کیا؟

جواب:۔ ۸ ربیع الاوّل ۱۳ نبوت مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء بروز دوشنبہ رسول کریم صلعم قبا میں پہنچے۔ اور تین دن تک قیام فرمایا۔ اور اس مدت قیام میں سب سے پہلا کام یہ کیا۔ کہ خدائے واحد لاشریک کی عبادت کے لئے ایک مسجد تعمیر کرائی اور خود مزدوروں کی حیثیت سے کام کیا۔ اسجگہ حضرت علیؓ بھی مکہ سے پیادہ پا سفر کرتے ہوئے حضور کی خدمت میں آ پہنچے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوال نمبر ۶۸ :۔ مدینہ میں رسول کریم صلعم نے پہلے کہاں قیام فرمایا؟ مسجد نبوی کب تعمیر ہوئی؟

جواب۔ رسول کریم صلعم ۷ ماہ تک ابو ایوب انصاری کے ہاں رہے۔ اس اثناء میں حضور کے لئے کچے مکان طیار ہوگئے۔ دیواریں اتنی اونچی تھیں۔ کہ آدمی نہیں ہاتھ سے چھو سکے۔ مکان میں کھجور کے پتوں کے ہی پردے تھے۔ اسی سال یعنی سنہ ۶۲۲ء میں مسجد نبوی تعمیر کرادی۔ اور اس میں مزدوروں کی طرح حضور نے کام کیا۔ مہاجرین مکہ سے کچھ ساتھ نہ لائے تھے۔ مگر دنیوی حیثیت سے انصار نے انہیں اپنے حقیقی بھائیوں کی طرح ہر قسم کی جائداد میں برابر کا شریک ٹھیرالیا۔ (باقی دارد)

غیر احمدی مشن

وفات مسیح پر دلچسپ مکالمہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

احمدی :۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطہرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون۔ اٰل عمران ع ۶

اس آیت میں خدا تعالےٰ نے چار وعدے حضرت عیسیٰ سے کئے۔ اول متوفیک دوم رافعک سوم مطہرک چہارم فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ کا۔ اب تین وعدہ تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ وہ پورے ہوچکے۔ مگر ایک وعدہ میں آپ کا اور ہمارا اختلاف ہے اور وہ متوفیک ہے۔ اب جس ترتیب سے خدا تعالےٰ نے وعدوں کا ذکر کیا ہے۔ ہمیں اسی ترتیب سے ان پر غور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ رسول اللہ خود فرماتے ہیں۔ ابدوا بما بدا اللہ بہ۔ یعنی جس کو خدا نے پہلے رکھا ہے۔ اس کو پہلے رکھو۔ تقدیم تاخیر تمہارے لئے جائز نہیں۔ اب اس فرمان کے ہوتے ہوئے ہم پہلے وعدہ پر غور کرتے ہیں تو متوفیک ہے یعنی میں ہی تیری وفات کروں گا۔ کسی انسان کا دخل اور واسطہ درمیان میں نہ ہوگا۔ اور متوفیک کے معنے حضرت ابن عباس جن کے لئے تفقہ الدین اور فہم القرآن کی دعا نبی کریم نے کی تھی۔ ممیتک کے کرگئے ہیں۔ اور لغت میں اور قرآن میں بھی بیسیوں جگہ اس لفظ کا استعمال ہوا ہے۔ اور جہاں کہیں اللہ فاعل اور مفعول بہ کوئی ذی روح چیز ہو۔ تو وہاں قبض روح کے سوا اور کوئی معنی ہی نہیں ہوتے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے کتاب ازالہ اوہام میں ایک اشتہار ہزار روپیہ انعام کا اس شخص کے لئے دیا ہے۔ جو لغت سے عرب کے محاورات سے احادیث سے توفی لفظ کا فاعل اللہ اور مفعول بہ ذی روح ہو۔ تو وہاں قبض روح کے سوا کوئی اور معنے نکال کر دکھلائے۔ تو مجھ سے ہزار روپیہ انعام لے سکتا ہے۔ مگر آج تک کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔ کہ مقابلہ میں آئے۔ میں بھی چند حوالے جناب فاضل صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں (۱) توفی اللہ فلاناً قبض روحہٗ اقرب الموارد۔ (۲) توفی اللہ اماتہٗ الوفاۃ الموت (مصباح) (۳) توفی اللہ ای قبض روحہٗ۔ قاموس۔ (۴) توفی اللہ اذا قبض نفسہ۔ لسان العرب۔ قرآن مجید میں بھی بیسیوں جگہ ہے۔ توفنا مع الابرار۔ توفنا مسلمین۔ توفنی مسلماً و الحقنی بالصالحین یوسف ع ۱۲ ٭

پس اس آیت سے مسیح کا نام لے کر خدا نے وفات کا رفع کا تطہیر کا فوق کا وعدہ کیا۔ اور پھر اپنے اپنے موقعہ پر ہر ایک وعدہ کو پورا کیا۔ ان میں سب سے پہلا وعدہ متوفیک کا تھا جس کی ایفا کا سورہ المائدہ کے آخر رکوع میں خود مسیح کی زبان سے وفات کا اقرار کرادیا۔ وکنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم یعنی جب کبھی مسیح علیہ السلام سے سوال ہوگا۔ کہ شرک کی تعلیم تو نے ان لوگوں کو دی تھی۔ تو وہ انکار کر دینگے۔ اور کہیں گے کہ میں جب تک ان میں رہا۔ ان میں شرک کی بو بھی نہیں پائی۔ کیونکہ میں ہر روز ان کے اندر توحید کی منادی کرتا تھا۔ مگر جب تو نے مجھے وفات دی۔ تو اس کے بعد کا مجھے کیا علم ہے۔ پھر تو ہی ان کا نگران حال تھا۔ پس اگر ان لوگوں نے شرک کیا ہے۔ تو میرے مرنے کے بعد ہی کیا ہے۔ اب ہر شخص خوب سمجھ سکتا ہے۔ کہ مسیح کو جبکہ خدا کا شریک قوم نے قرار دیا ہوا ہے۔ تو یقیناً ان کی وفات عقیدہ شرک پھیلنے سے قبل ہو چکی ہے جس کا اس آیت سے ثبوت ملتا ہے۔

(مستری غلام نبی سیالکوٹی) (باقی آئندہ)

خریداری فاروق کیلئے خاص رعایت

جو دوست آج سے ۱۴ مارچ ۱۹۲۹ء یوم عید تک فاروق کی جدید خریداری کے لئے درخواست کریں گے ان کو ایک سال کا چندہ ادا کرنے پر ایک لاجواب ۳۶۴ صفحہ کی کتاب آئینہ حق نما قیمتی دو روپیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے مایہ ناز رسالہ الہامات مرزا کا مکمل مفصل مدلل دندان شکن جواب ہے۔ مفت انعام دی جائیگی اور چھ ماہ کی خریداری کے لئے النبوۃ فی الاحادیث اور النبوت فی الالہام پیغامیوں اور غیر احمدیوں کے ختم نبوت کے جواب میں اور پیدائش عالم آریوں کی تردید میں یہ تین کتابیں قیمتی ایک روپیہ مفت انعام ملینگی۔ درخواست خریداری آنے پر یہ کتابیں بابت چندہ فاروق بذریعہ وی پی ارسال ہونگی۔ جن کا محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔ فاروق کا چندہ سالانہ چار روپیہ اور ششماہی دو روپیہ ہے۔ سالانہ وی پی للعہ روپیہ آٹھ آنہ کا۔ اور ششماہی دو روپیہ چار آنہ کا انعامی کتابوں کا ہوگا ٭

منیجر فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بقیہ صفحہ)

کہ چونکہ میں نے کتاب گھر کا ایک کمزور پیکنگ والا پیکٹ ۱۹ر فروری کو دیکھا ہے۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ ۵ر فروری والا پیکٹ بھی جو دکن میں آٹھ روز کے بعد نہایت محفوظ پہنچا ہے۔ جس کو ڈاک خانہ بٹالہ نے بھی انکار نہیں کیا۔ اور جس کی مضبوطی پر مستند گواہ بھی ہیں وہ پیکٹ بھی کمزور تھا۔ کیا عجیب منطق ہے۔ جو آج کل ڈویژن امرتسر میں برتی جا رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ رحم ہی کرے ÷

اب الفضل کی بیسیوں شکایتوں کے متعلق سنئے۔ انسپکٹر صاحب کے سامنے ثبوت اور شہادتیں وغیرہ پیش کی گئیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب کو زبانی تمام تفاصیل عرض کی گئیں۔ مگر وہی مرغے کی ایک ٹانگ والی مثال قائم رہی۔ عرض کیا گیا۔ کہ اخبار کو باوجودیکہ مقررہ وقت سے کچھ وقفہ پہلے سب پوسٹ ماسٹر صاحب کے پیش خدمت کیا جاتا رہا ہے۔ مگر دیدہ دانستہ اخبار کو روک لیا جاتا ہے سپرنٹنڈنٹ صاحب کی سرکار سے جواب ملتا ہے کہ شکایات درست اور بجا ہیں۔ مگر وہ باٹ جو ڈاکخانہ میں ہے اور جو مدعا علیہ یعنی سب پوسٹماسٹر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض اخبار ڈاکخانہ میں لیٹ آتے ہے یا کسی دن اور کام زیادہ آ گئے۔ پھر فلاں فلاں دنوں ایک کلرک کم تھا۔ اور یہی اخبار اور سرکلر وغیرہ تھے۔ ان دنوں میں ایک دن بھی نہ بیرونی دوستوں کو اس کثرت سے شکایت کا موقعہ ملا۔ اور نہ ہم قادیان والوں کو مگر جن دنوں سے سپرنٹنڈنٹ صاحب انچارج امرتسر ڈویژن کی عنایات خاص کے ماتحت موجودہ سب پوسٹ ماسٹر نے قدم رنجہ فرمایا ہے۔ تب سے اخبار یا تو لیٹ آتا ہے یا پھر کام بڑھ جاتا ہے۔ ہر چند تحریری ثبوت بھی ایسے پیش کئے گئے۔ کہ جن کے سامنے کوئی معقول آدمی دم نہیں مار سکتا۔ مگر فرمایا گیا۔ کہ ہم کیا کریں مجبور ہیں۔ جو کچھ سب پوسٹ ماسٹر نے اپنی اس خاص لال کتاب میں لکھ رکھا ہے۔ بس وہی فیصلہ ہے۔ تو کوئی ان سپرنٹنڈنٹ اور انسپکٹر صاحبان سے جا کر پوچھے۔ کہ پھر آپ لوگوں کو اتنی تکلیف گوارا کر کے قادیان آنے کی کیا ضرورت تھی۔ خواہ مخواہ سرکار دو تہدار پر سفر خرچ کا بوجھ ڈالنے سے کیا فائدہ؟ وہیں سے سب پوسٹ ماسٹر صاحب کو لکھ بھیجتے کہ جواب دیدہ۔ اتنے گواہ اور ثبوت دے کر نہ صرف اپنا ہی وقت ضائع کیا۔ بلکہ ہمارے بھی قیمتی اوقات کا خون کیا۔ اور پرنالہ وہیں رہا۔ غرضیکہ اس قسم کا حشر تمام شکایات کا ہوا۔ اور ان سپرنٹنڈنٹ صاحب کی ذات سے اس سے زیادہ کی توقع بھی نہیں اگر قواعد ڈاکخانہ کی رو سے شکایات پیش کر کے حل کرانیکا یہی منشاء ہے۔ کہ سپرنٹنڈنٹ یا انسپکٹر بطور جج کے نہیں بلکہ بطور وکیل کے آ کر پبلک کی تکلیف میں اضافہ اور پوسٹل سٹاف کے ایذا رساں کو حوصلہ میں زیادتی کا موجب بنیں۔ تو پھر ہماری توبہ ہے۔

تعجب ہے کہ کوئی ایک منصف مزاج افسر فوراً اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ اتنے عرصہ سے یہاں ڈاکخانہ ہے کئی سب پوسٹ ماسٹر اور کئی کلرک آئے کبھی اس قدر کثرت سے اور تھوڑے ہی عرصہ میں ہر قسم کی شکایتیں نہیں ہوئیں۔ اب باوجودیکہ پبلک وہی ہے۔ اس قدر روزمرہ کی شکایتیں چہ معنی دارد۔ صرف اتنا ہے۔ کہ ہمیں کسی سے کاوش نہیں۔ جس طرح شرافت اور عمدگی سے پہلے سٹاف برتاؤ رکھتے رہے۔ اگر یہ بھی اسی طرح قواعد کے ماتحت پبلک سے سلوک کرتے۔ تو ہمارا سر نہیں پھر گیا تھا۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ موجودہ سٹاف کو اپنے افسران بالا کا ڈر نہیں رہا۔ اگر ذرہ بھی افسران بالا کا ڈر ہوتا یا تھوڑی بہت چشم نمائی بھی کی جاتی۔ تو بھلا کسی کی مجال تھی۔ کہ اس طرح بے دریغ پبلک کو تکلیف پہنچائی جاتی۔ ہم بلا خوف لومۃ لائم کہنے کو طیار ہیں کہ ان شکائتوں میں اضافہ محض سپرنٹنڈنٹ صاحب کی عمداً یا غیر عمداً چشم پوشی کی وجہ سے ہے۔ جو کسی نامعلوم وجوہات کی بنا پر کی جا رہی ہے اور بیجا وکالت اور بیجا اور خواہ مخواہ کی حمایت کی بدولت ہے۔ اگر افسران بالا اپنے تئیں ذمہ وار سمجھ کر اور اپنے فرض منصبی کو کماحقہ ادا کرنے کی نیت سے اس معاملہ کو ہاتھ میں لیں۔ اور پبلک سرونٹ کی حیثیت سے تحقیقی طور پر حق خدمت ادا کریں۔ تو پھر کیا مجال ہے کہ کسی کلرک یا پوسٹ ماسٹر وغیرہ کو نقصان رسانی کی جرأت ہو۔

مثال کے طور پر ۸ر فروری کا الفضل ہے جو ۱۰ر فروری کو کئی گواہوں کے سامنے پونے نو بجے ڈاکخانہ پہنچایا گیا۔ اس دن کوئی اور اخبار بھی جانیوالا نہ تھا تو بھی یہ اخبار آدھا دوسرے روز بھیجا گیا۔ جس کے کئی گواہ موجود ہیں۔ اور پھر ۱۲ر فروری کا الفضل ۱۱ر فروری کو ۸ بجے پہنچایا گیا۔ اور ساتھ ہی ایک چٹھی لکھی گئی۔ کہ نوٹ کر لیں۔ کہ ۸ بجے پہنچایا گیا ہے۔ تو سب پوسٹ ماسٹر نے وہ چٹھی واپس کر دی۔ اور آدھا اخبار نہ بھیجا گیا۔ اس کے بعد اخبار رک جانے پر جب پھر چٹھی لکھی گئی۔ اس پر وقت ۸ بجے یاد دلایا گیا۔ تو اس کی پشت پر سب پوسٹماسٹر نے یہ جواب دیا۔ کہ سپرنٹنڈنٹ کو میں نے سب اطلاع دیدی ہے۔ گویا وقت کے متعلق تسلیم کر لیا گیا تھا۔ مگر ایسے تین ثبوتوں کے پیش کرنے پر بھی سپرنٹنڈنٹ بہادر نے سب پوسٹ ماسٹر پر کوئی کارروائی نہ کی۔

دوسری مثال اور سنئے۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب کی موجودگی میں ۱۲ر فروری کو اخبار وقت پر پوسٹ ہوا۔ اور پھر بھی بغیر کسی معقول عذر کے اخبار روک لیا گیا۔ اور نہایت مضحکہ خیز نامعقول عذر یہ تراشا گیا۔ کہ چونکہ سن رائز کے پچاس پرچے بھی اس دن بک پوسٹ کے طور پر آ گئے تھے۔ اس لئے ان پچاس پرچوں کی وجہ سے سوچ سمجھ کے ترتیب اخبار الفضل روک لیا گیا۔

تیسری قسم کی مثال فیصلہ بھی سن لیجئے۔ سا ایک بیرنگ پیکٹ کے بجائے ۲ر کے ۳ر وصول کئے گئے۔ سپرنٹنڈنٹ کے حضور زیادتی کی شکایت کی گئی۔ اس پیکٹ پر وزن بھی ۲ تولہ لکھا ہوا تھا۔ مگر سپرنٹنڈنٹ نے بغیر کسی معقول دلیل کے پیش کرنے کے یہ جواب عنایت فرمایا۔ کہ ڈاکخانہ قادیان نے غلطی کی ہے۔ کہ ۳ر طلب کئے ہیں۔ اس کے لئے ۲ر طلب کرنے تھے۔ اس لئے ۳ر اور ڈاکخانہ میں جمع کر کے بواپسی اطلاع دیں ÷

ناظرین سپرنٹنڈنٹ بہادر کی ایسی ذہنیت کے ماتحت ہم کو کسی انصاف اور دادرسی کی توقع رکھنا تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ سپرنٹنڈنٹ صاحب نہ صرف وکیل کی طرح جنبہ داری کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اپنے تئیں مدعا علیہ سمجھے ہوئے اصل مدعا علیہ سے بھی چار قدم اور بڑھ کر جواب دیتے ہیں ÷

(باقی آئندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیب میں ڈالنے والے جرمنی کے بے نظیر تحفے

کشیدہ کاڑھنے کی مشین

لڑکیاں اس سے کرسیوں کی گدیاں۔ سرہانوں کے غلاف۔ غالیچے۔ شال۔ چادریں۔ دوپٹے۔ سوٹ وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ کئی قسم کے گرم سرد اور ریشمی کپڑوں پر۔ اُون ریشم اور سوت سے ہر قسم کے پھول اور گلکاریاں بنا سکتی ہیں۔ ترکیب نہایت ہی آسان ہے۔ غریب لڑکیوں کے لئے اور بیوہ عورتوں کے لئے روزگار کا ذریعہ اور امیروں کے لئے ایک اعلیٰ تحفہ ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہندوستان بھر میں کوئی زنانہ سکول اور مکان اس مشین سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔

قیمت فی مشین صرف چار روپیہ

علاوہ محصولڈاک

گھر کا جوتشی

یہ آلہ جرمنی کے سائنسدانوں نے حال میں ایجاد کیا ہے۔ اس کے ذریعہ سے آپ آدھ منٹ میں دیکھ سکتے ہیں۔ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ یا کوئی جانور یا حیوان وغیرہ بچہ نر دے گی یا مادہ۔ مقدمہ میں جیت ہوگی یا ہار۔ امتحان میں کامیابی ہوگی یا نہیں غرضیکہ ہر ایک ایسی بات آلہ قبل از وقت بتائے گا۔

قیمت فی آلہ معہ مکمل ترکیب صرف دو روپے

علاوہ خرچ ڈاک

فوٹو سینڈ کیمرہ

یہ کیمرہ خاص طور پر شوقین اصحاب کی خاطر زر کثیر صرف کر کے جرمنی کے ماہرین فن سے تیار کروایا گیا ہے۔ عورت۔ مرد۔ جانور۔ درخت۔ مکان۔ گرجا۔ مسجد۔ مندر۔ ریل۔ ہوائی جہاز وغیرہ چلتے پھرتے۔ اُڑتے اور بیٹھے ہوئے کی خوبصورت اور دلپسند فوٹو اتارنے کے لئے کم از کم ایک ضرور منگائیں۔ ہر کیمرہ کیساتھ مکمل پرچہ ترکیب۔ تصویر اتارنے کے لئے مکمل مصالحہ وغیرہ بھی بالکل مفت روانہ ہوتا ہے۔ ایسی سستی اور عمدہ چیز آپ کو کسی دوسری جگہ سے ہرگز نہیں ملیگی۔

قیمت فی کیمرہ معہ مکمل سامان وغیرہ صرف پانچ روپے

علاوہ محصولڈاک

طلسمی لالٹین

سینما اور تھیٹروں میں ہر روز جا کر پیسے بگاڑنے سے آپ ایک طلسمی لالٹین منگا لیجئے۔ اور گھر بیٹھے ہی مفت میں روزانہ ان نظاروں کو دیکھ لیجئے۔ غریب لوگ اس کو منگا کر تماشا دکھا کر روپیہ کما سکتے ہیں۔ اور امیروں کیلئے یہ ایک اعلیٰ قسم کا شغل اور تماشا ہے۔

قیمت فی عدد مکمل سامان صرف پندرہ روپیہ۔ دو عدد فلم پندرہ روپے۔

علاوہ خرچ ڈاک

المشتہر

منیجر برلسن ٹریڈنگ ایجنسی (انڈیا آفس) پوسٹ بکس ۹۷ لاہور

آنکھوں کے مریضوں کو خوشخبری

ہزارہا مریضوں کے ہاتھوں سے نکلنے کے بعد موتیا۔ پڑبال۔ پھولا۔ ناخونہ۔ ککروں کے کثیر التعداد مریضوں کے اوپریشن کرنے کے بعد میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ اسی فیصدی آنکھ کی بیماریاں ککروں سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر آپ کی آنکھوں سے پانی بہتا ہے۔ آنکھیں سُرخ۔ خارش۔ جلن۔ آنکھوں کا گھبرانا شکایات ہیں۔ یہ سب ککروں کی موجودگی کی علامات ہیں۔ "ککروں" جیسے موذی مرض کے اسباب۔ علامات۔ یورپ۔ امریکہ جاپان اور ہندوستان اور دیگر ممالک میں جو جو اس مرض نے تباہیاں کیں۔ ان کو ہم نے "رسالہ روحے ککرے" میں خوب واضح کیا ہے۔ اگر آپ صحت چاہتے ہیں تو "کریمول نکس" طلب کر کے استعمال میں لائیں۔ جو بچے سے لیکر بوڑھے تک مفید ہے۔ چند دنوں میں آنکھوں کی حالت بدل دیتا ہے۔ قیمت بکس کلاں ۸ ۔ ۲ روپیہ۔ قیمت بکس خورد ۸ آنہ ۱ روپیہ

ڈاکٹر عبد الرحمٰن (احمدی) فرنٹیئر سرجن انڈ افیشن

بیکاروں کی ضرورت

اگر آپ بیکار ہیں اور روزی کمانے کے لئے ملازمت کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں تو آیئے ہم آپکو ملازمت سے نجات حاصل کرنے کا ایک نسخہ بتلاتے ہیں۔ آپ ایک روپیہ خرچ کر کے نو سیر پختہ کپڑے دھونے کا صابن جو عمدہ کم خرچ اور جھاگ دینے والا ہوگا۔ بنا گھر بیٹھے ہی سیکھ لیں یہ صابن ایک گھنٹہ میں تیار ہو جاتا ہے۔ آپ دو روپے نفع کما سکتے ہیں۔ ملازمت پیشہ لوگ بھی ایسا مفید صابن صرف ایک گھنٹہ میں گھر میں تیار کر لیا کریں اور بازار کے گراں اور غیر مفید صابن سے ہمیشہ کیلئے نجات حاصل کریں۔ اشتہار کی اُجرت وصول کرنے کیلئے ہم نے فیس نہایت معمولی صرف دو روپے مقرر کر دی ہے۔ نسخہ بذریعہ وی پی روانہ ہوگا۔ یہ رعایت صرف ایک مہینہ کے لئے ہے۔ فائدہ اٹھائیں۔ اور اس نسخہ کو منگائیں اور دو دو روپیہ نفع کمائیں۔

مہتمم احمدیہ دواگھر قادیان (پنجاب)